www.pklibrary.net

# دس منٹ بارش میں

www.pklibrary.net



# دس منٹ بارش میں

.... ابوبکر روڈ شام کے اندھیرے میں گم ہو رہی ہے۔ یوں دکھائی دیتا ہے۔ جیسے کوئی کشادہ سا راستہ کسی کوئلے کی کان میں جا رہا ہے... سخت بارش میں دو دو ٹنا کی باڑ، سفر بنا کا گلاب، قطب سید حسین مکی کے مزار شریف کے کھنڈر، میں، ایک کھلتے ہوئے مشکی رنگ کی گھوڑی جس کی پشت نم آلود ہو کر سیاہ ساٹن کی طرح دکھائی دے رہی ہے سب بھیگ رہے ہیں ——— اور راٹا بھیگ رہی ہے!

راٹا کون ہے؟ اسے کلپ برکش کہہ لو یا کام دھین گائے۔ یا اس سے بہتر راٹا ——— راٹا ہے۔ پھرایا لال کی بیوی، ایک دس سالہ کاہل، جاہل، نااہل چھوکرے کی ماں۔ چند ماہ ہوئے۔ تخفیف کے موقع پر ہیوم پائپ کمپنی والوں نے پھرایا لال کو کام سے الگ کر دیا۔ اُس وقت سے اُسکی پُرسکون زندگی میں قسمت کے طوفان گرد باد پیدا ہونے لگے۔ تلاش معاش میں نہ جانے وہ کہاں چلدیا۔ سنا ہے کہ وہ راٹا کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ گیا ہے کیونکہ وہ اُس سے محبت کرتی ہے۔ اور جس شخص میں محبت کی سی کمزوری ہو۔ وہ پائے استحقار سے ٹھکرا دیا جاتا ہے... مرچو تیزابی کا بیان ہے

www.pklibrary.net



کہ پوہ کے ایک سرد، نیلے سے دھندلکے میں اُسی نے پھرایا لال کو اپنی ہی برادری کی ایک عورت کے ساتھ جاتے دیکھا تھا۔ وہی عورت ——— کوڑی، جو ابوبکر روڈ کے مکانوں میں سے کملے اٹھایا کرتی تھی۔ ان دنوں پھرایا لال بیکار تھا۔ بیکار انسان کے عقل و فکر میں خونِ جگر پینے یا کثرت سے محبت کرنے کے سوا اور کچھ نہیں سماتا۔ بعضوں نے پھرایا کو کوٹ پتلی میں صفیں بناتے ہوئے دیکھا ہے۔ قریب ہی کوڑی ایک غیر آدمی کے ساتھ مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہی تھی ..... راٹا پھر بھی پھرایا لال کو دل سے چاہتی ہے۔ یہ محبت اور جنوں کے انداز میں کبھی چھٹتے ہیں؟.... اور راٹا بھیگ رہی ہے!

راٹا کی مشکی گھوڑی ابوبکر روڈ پر ہماری کوٹھی کے سامنے گھوم رہی ہے۔ وہ اُس کا شب دیجور کا سا رنگ!..... صرف اسکے ہنہنانے اور کبھی کبھی بجلی کے کوندنے سے اُس کے وجود کا علم ہوتا ہے۔ صبح سے بیچاری کو دانہ نہیں دیا گیا۔ نہ ہی اُس کی موچ والی ٹانگ پر ہلدی لگائی گئی ہے، بھوک کی شدت سے بے بس اور بگڑ کر وہ آوارہ ہو رہی ہے۔ شاید پھرایا کو ڈھونڈتی ہوگی۔ پھرایا ——— جو اسے بھی چھوڑ کر کوڑی کے ساتھ چلا گیا ہے۔ کوڑی جو کوٹ پتلی میں کسی دوسرے مرد کے ساتھ مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہی تھی۔ ایک وقت میں ایک دل کے

www.pklibrary.net



اندر مشکی گھوڑی رہ سکتی ہے۔ یا کوڑی۔ یا کوڑی یا راٹا۔ . . اور بھوکی مشکی گھوڑی ہنہناتی ہے جیسے کبھی سکندر سے جدا ہونے پر بوس فیلس ہنہنانا تھا۔!

راٹا اپنے سر سے بوریے کی اوڑھنی اٹھا کر پوچھتی ہے۔

"بابو جی ـــــ آپ نے یہاں رامی نہیں دیکھی؟ . . . رامی . . . . میری مشکی گھوڑی؟"

میں نے کہا "رامی؟ کون رامی؟ . . . . . اچھا رامی تمہاری مشکی گھوڑی۔ اری! وہ درونٹا کی باڑ کے پیچھے تو کھڑی ہے۔ تمہیں دکھائی نہیں دیتی کیا؟"

راٹا آنکھوں کو سکیڑ کر باڑ کی طرف دیکھتی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ جب کھلتے ہوئے مشکی رنگ کی گھوڑی شام کے وقت بارش میں بھیگ جاتی ہے تو وہ بھی شبِ دیجور کا ایک جزو بن جاتی ہے، اور بے نور، اور روکر جوت گنوائی آنکھوں کو اُسے تاریکیٔ شام یا شامِ تاریکی سے جُدا کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے . . . . . بارش کی رم جھم، سرس کی لمبی لمبی پھلیوں کی کھڑ کھڑ، گرتے ہوئے پتوں کے نوحے، رعد کی گرج، بطخوں کی بط بط . . . مینڈکوں کی ٹرا ہٹ، پرنالوں کے شور، اس کتیا کی اونہہ ـــــ اونہہ، جس نے ابھی ابھی سات بچوں کا جھول جنا ہے۔ اور ایک بچے کو منہ میں پکڑے

www.pklibrary.net



کسی سوکھی، نرم و گرم جگہ کی متلاشی ہے۔ ان سب کے شور و غوغا میں بھوکی گھوڑی کی جگر دوز ہنہناہٹ علیحدہ سنائی دیتی ہے۔

پراشر کہتا ہے "میں بھیگ رہا ہوں ..... اور وہ بھی بھیگ رہی ہے۔"

ماں خفا ہوتے ہوئے کہتی ہے "گیلا .. گیلا .. گیلا۔ تنور بالکل گرنے والا ہو گیا ہے۔ ایں؟ یہ موئی کیتا تنور میں چھپی بیٹھی ہے میرا تنور گر جائے گا۔ یہ بیوقت کی بارشیں، رام رے!....."

ننھے بشن کا فراک گر کر صحن میں یوں پڑا ہوا یوں دکھائی دیتا ہے۔ جیسے کوئی مری ہوئی فاختہ ہو، ماں ناراض ہے۔ کہ میں نے بشن کا فراک کیوں نہیں اٹھایا۔ حالانکہ راٹا کی گھوڑی پکڑنے میں میں سر سے پاؤں تک بھیگ گیا۔ ماں اس لئے بھی خفا ہے۔ کہ میں پراشر سے آوارہ مزاج نوجوان کے ساتھ بارش میں لنگوٹا باندھ کر نہانے کے لئے چلا ہوں۔ ماں کا خیال ہے کہ میں بھی اس کے ساتھ رہ کر آوارہ ہو جاؤں گا۔ حقیقت میں ماں کے ماتھے پر تیوراس لئے ہیں۔ کہ میں نے راٹا کو مشکی گھوڑی پکڑنے میں مدد دی ہے۔ گھوڑی کو شام کی تاریکی سے علیحدہ کرتے ہوئے اس کی ایال راٹا کے ہاتھ میں دیدی ہے اور اس فعل کے ارتکاب میں اس سے چھو گیا ہوں۔

میں نے کہا "اسی پراشچت میں تو میں نہا رہا ہوں، ماں۔"

www.pklibrary.net



حقیقت تو یہ ہے۔ کہ اس قسم کی آلودگی کو میں پسند کرتا ہوں، پر اشر کا کیا وہ تو ہر قسم کی آلودگی کو پسند کرتا ہے۔ . . . کاش! پھر ایا لال کبھی نہ آئے اور راٹا کو ہر ایک کام کے لئے ہمارا مرہون منت ہونا پڑے۔ کیا وہ گھوڑی ہی پکڑوائے گی؟ اور کوئی کام نہیں کہے گی؟

ماں کہتی ہے۔ لوہار، بڑھئی، چمڑہ رنگنے والے ایک برہمن کو چوبیس قدم، چار دھوبن بونے والے اڑتالیس قدم، موٹا مانس کھانے والے چوسٹھ قدم پرسے بھرشٹ کر سکتے ہیں۔ مگر میں ماں کو کہتا ہوں، ماں! ان لوگوں کی وجہ سے تو ہم زندہ ہیں۔ براہمن کھیتی کی یہ لوگ باڑ ہیں۔ . . . اور پھر تھوڑی بہت برائی سچائی کو بچانے کے لئے روز ازل سے زندہ ہے۔ ماں کہتی ہے۔ کل جگ ہے بیٹا گھور کل جگ!

بظاہر ماں بشن سے باتیں کرتی ہے مگر در اصل اس کا مقصد سب کچھ مجھے سنانا ہوتا ہے۔ "مہا یگیہ برہما کا ایک دن ہے۔ کرت کریتا، دواپر اتنے لاکھ برسوں کے ہیں۔ کل جگ چار لاکھ بتیس ہزار برسوں کا ہے۔ پچھلے برس چیت کے مہینہ میں کل جگ کو صرف پانچ ہزار چھبیس برس گذرے ہیں۔ رام جانے ابھی کتنے باقی ہیں ——— اور یہ بے وقت کی بارشیں!"

"بارش نے کافی سردی پیدا کر دی ہے۔" میں نے کہا۔

"ہاں بھائی . . . میرے تو دانت بجنے لگے . . . چلو برآمدہ میں

www.pklibrary.net



چلیں۔"

"لیکن . . . . ابھی بہت وقت تو نہیں ہوا۔"

"چائے بنوا دو نا ——— سردی ہو رہی ہے۔"

"چائے بن جائے گی۔ سگرٹ نہیں ملیں گے۔"

"کوئی بات نہیں! ہیں تو یاں جو ہیں میرے کوٹ کی جیب میں۔"

"ہمارے ٹی سنڈیکیٹ کو آجکل بارش بہت فائدہ مند ہے۔"

"ہاں ——— چائے کے پودوں کی ڈھلوان جنوب کی طرف ہے! ابوبکر روڈ کا تمام پانی ادھر نہیں جاتا۔ مگر زیادہ بوچھاڑ چائے کے پودوں کیلئے نقصان دہ ہے۔ جڑیں گل جانے کا اندیشہ ہے۔ ہلکی ہلکی پھوار کا تو کہنا ہی کیا . . . . کچھ بھی ہو۔ یہ بارش ایسوسی ایٹڈ ٹی سنڈیکیٹ کے لئے فائدہ مند ثابت ہوگی۔ ہماری آمدنی بڑھ جائے گی۔ کیوں؟ ہے نا۔"

"ہاں"

"ایشور اپنی دیا بارش کے ذریعہ بھیجتا ہے۔"

"ہاں ——— دیا . . . . . آمدنی ——— ارے! راٹا کی جھونپڑی کی کھپریل اڑ رہی ہے۔"

"ایشور کی دیا . . . ."

اب بارش بہت زیادہ ہونے لگی ہے۔ گویا سب کی سب ابوبکر روڈ

www.pklibrary.net



پر ہی برس پڑے گی۔ نکٹیسر کے پتے بطخ کے پروں کی طرح بھیگتے نہیں پانی کے قطرے ان پر پارے کی طرح لڑھکتے ہیں۔ کہیں کہیں اٹک کر ایک مدور ہیرے کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد ایک اور قطرہ وہیں ٹپکتا ہے تو ہیرا زیادہ مدور اور بڑا ہو جاتا ہے۔ مگر نازک نازک رات کی رانی کے پھول اس بوچھاڑ کی تاب نہیں لا سکتے۔ . . . ابوبکر روڈ کے دورویہ کوٹھیوں میں بسنے والے نکٹیسر کے پتوں کی طرح ہیں۔ بارش ان کی سلیٹ کی چھتوں پر سے بہتی لڑھکتی ہوئی ابوبکر روڈ پر آ رہی ہے۔ بارش کے قطرے اکٹھے کئے مدور ہیرے ہیں۔ . . . مگر رات کی رانی ——— راٹا سر پھینکدیتی ہے گاہے گاہے سر اٹھا کر کھپریل کو باندھنا شروع کر دیتی ہے۔ اور اپنے بھیگتے ہوئے بالوں کی وجہ سے دوگن ویلیا کی حسین بیل دکھائی دیتی ہے۔

پہلے بچاری مشکی گھوڑی کو ڈھونڈتی پھرتی تھی۔ اب یہ اس کیلئے ایک نئی مصیبت ہے۔ جھونپڑی کی تمام چھت سے پانی بہنے لگا ہے۔ بوریئے کی اوڑھنی تو محض رسمی پناہ ہے۔ اس کے تمام کپڑے بھیگ کر جسم کے ساتھ چپک گئے ہیں۔ شام کے اندھیرے میں جب بجلی چمکتی ہے تو وہ عریاں سی دکھائی دیتی ہے۔

بارش میں ایشور کی دیا سے کوئی نرم و گرم جامے زیب تن کرتا ہے تو کوئی عریاں ہو جاتا ہے۔ کسی کی آمدنی دوگنی ہو جاتی ہے۔ تو کسی کی کھپریل

www.pklibrary.net



ٹوٹ جاتی ہے . . . کوئی شب سمور گذارتا ہے کوئی شب تنور !

دوگن ویلیا کی بیل کو جب تند ہوا ہلاتی ہے۔ تو یوں دکھائی دیتا ہے گویا کوئی حسینہ سر دھونے کے بعد لب بام اپنے چمکیلے سیاہ بالوں کو زور سے نچوڑ کر دونوں ہاتھوں سے چھانٹتی ہے۔ راٹا کا بے عقل، کاہل ـــــ پاگل لڑکا جھونپڑی میں سویا پڑا ہے۔ بجھتے ہوئے چولہے کے پاس اگر م ہو کر ـــــ اگر وہ جاگتا ہوتا۔ تو مشکی گھوڑی پکڑنے کے لئے اُس کی ماں کو میرا مرہونِ منت نہ ہونا پڑتا۔ . . . پھر ایا لال تو چلا ہی گیا ہے۔ کاش ! وہ کاہل لڑکا ہمیشہ کی نیند سو جائے !

شاید راٹا کھپریل بندھوانے کے لئے ہمیں بلائے۔ اس کے بارش کی وجہ سے بدن کے ساتھ چپکے ہوئے کپڑے ! بجلی کی چمک میں اس کا بدن کتنا خوبصورت اور سڈول دکھائی دیتا ہے۔ لیکن ماں . . . ماں کہتی ہے کل جگ ہے۔

ـــــ کلکتہ کی مارکٹ میں چائے کتنی بکے گی ؟ کتنی دسادر کو جائیگی میری آمدنی بڑھ جائے گی پراشر کی بھی . . . لیکن وہ کمبخت بیڑیاں پیئے گا۔ چائے کے پیالوں کے پیالے اور شراب اور . . . . .

"بجھے نکلے گلٹی، ہیضے کے تو ڑے . . . سوئے کا سویا رہ جائے تو . . ." راٹا اپنے چھوکرے کو گالیاں دیتی ہے۔

www.pklibrary.net



راٹا کو چائے کی ضرورت نہیں۔ گالیاں دیتے ہوئے اُس کے جسم میں کافی گرمی آگئی ہے۔ وہ نکما، سست لڑکا، اُس کے ساتھ کھیل بھی تو نہیں سکتا۔ آرام سے بجھتے ہوئے چولہے کے پاس پڑ رہا ہے۔ پانی کی چھینٹیں پڑتی ہیں، تو ٹانگیں سکیڑ لیتا ہے۔ جب اندر پانی ہی پانی ہو جائے گا تو وہ آنکھیں ملتا ہوا اُٹھے گا۔ صرف یہ کہے گا۔ ماں کیا بات ہے۔ جو اتنا شور مچا رکھا ہے؟ چین سے سونے بھی نہیں دیتی . . جیسے کوئی بات ہی نہیں وہ تو شاید یہ بھی کہے میں ایسی عورت کے گھر کیوں پیدا ہوا جو ایسی ایسی گالیاں دیتی ہے۔ جسے میری کوئی بھی ضرورت نہیں۔ کہتی ہے۔ سوئے کا سویا رہ جائے تو . . . . وہ بیوقوف کیا جانے کہ جب ماں یہ کہتی ہے کہ تو سوئے کا سویا رہ جائے۔ تو اُس وقت وہ اُسے ہمیشہ کی نیند سے بچانے کے لئے طوفانِ باد و باراں میں تن تنہا بے یار و مددگار اپنی جان تک لڑا دیتی ہے۔

ابھی انتہائی گرسنگی کی وجہ سے اس کی مشکی گھوڑی ہنہنا رہی تھی۔ جیسے سکندر سے جدا ہونے پر بوس فیلس ہنہناتا تھا۔ مگر اب وہ خاموش ہے۔ شاید اس نے راٹا کی بے بسی کو دیکھ لیا ہے۔ اور پھر ایا کے پیار کو ——— اب وہ کبھی نہیں ہنہنائے گی!

پرانشر بولا "وہ ایک مرتبہ مدد کے لئے اشارہ تو کرے۔"

"ہاں ——— اور ہم دونو . . . . ." میں نے جواب دیا۔

www.pklibrary.net



"میں کہتا ہوں۔ کیوں نہ ہم خود ہی چلے جائیں۔"

"مگر ماں کہتی ہے۔ کل جگ کو صرف پانچ ہزار برس گذرے ہیں۔ رام جانے ابھی کتنے باقی ہیں۔"

پھر وہی گالیاں۔ ۔ ۔ ۔ ۔

"تجھے آدے ڈھائی گھڑی کی ۔ ۔ ۔ ۔ نکلے تیرا جنازہ لچلچاتا وا ۔ ۔ ۔ ۔ گور میں پڑے ۔ ۔ ۔ ۔ خون تھوکے تو ۔ ۔ ۔ ۔"

شاید وہ چھوکرا سوچتا ہوگا۔ میں کیوں اس عورت کے گھر پیدا ہوگیا جو مجھے گور میں بھیجنا چاہتی ہے۔ وہ بے وقوف کیا جانے، کہ حقیقت میں وہ اُسے آبی گور سے بچانے کے لئے اپنی جان تک لڑا رہی ہے۔ وہ دس سالہ بے عمل، غافل کاہل چھوکرا اب تک اپنی جگہ سے نہیں ٹلا۔ صرف اس لئے کہ راٹا کو اس سے محبت ہے۔ جس کا اس جوانا مرگ کو اچھی طرح سے احساس ہے۔ وہی راٹا کی زندگی کا سہارا ہے۔ وہی اس کی آنکھوں کا نور ہے اسی لئے تو وہ بے کس اور اندھی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ اگر راٹا پھر ایا لال کو محبت نہ کرتی۔ اگر وہ اس چھوکرے پر اپنی تمام امیدیں نہ لگا دیتی تو سکھی ہو جاتی۔

ابوبکر روڈ متحرک ہو کر کوئلے کی کان میں جاتی ہوئی دکھائی دیتی ہے بہاؤ کے خلاف ایک دہقان بھیگتا ہوا آہستہ آہستہ اسی جانب آرہا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک بیل کی رسّی ہے۔ شاید وہ بیل کو کہیں سے چرا لایا

www.pklibrary.net



ہے۔ غالباً اُس کی خواہش ہے۔ کہ ہم اسے برآمدے میں کچھ دیر ٹھہرنے کے لئے جگہ دیں۔ اور یہ ممکن نہیں، کون جانے بیل گوبر سے برآمدے کا فرش خراب کر دے۔ اور ماں . . . پھر چوری کے مال کو اپنے پاس رکھنا . . . .

"بابو جی سلام" دہقان بولا۔

"سلام۔" پراشر نے زیر لب کہا۔

پھر وہ اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں میں سے ایک گیلا کاغذ پراشر کے ہاتھ میں دے دیتا ہے ——— پروانہ راہداری . . . یہ اس بات کا ثبوت ہے، کہ بیل چوری کا مال نہیں، اپنا ہے۔ جسے وہ تال محل کی منڈی میں بیچنے کے لئے لے جا رہا ہے۔

باعث تحریر آنکہ

ایک راس گاؤ نر جسکے سینگ اندر کو مڑے ہوئے ہیں، دم کے سیاہ بالوں میں سفید . . . . .

——— اور باقی کا بارش نے دھو دیا ہے۔ کتنے بے ربط ہوتے ہیں۔ یہ دہقان لوگ، پہلے سینگ اور پھر دم، بعد المشرقین، ان کے لئے گویا دم اور سینگوں کے درمیان کوئی جگہ ہی نہیں۔ جسم کا رنگ پہلے آنا چاہئے تھا۔ مخملیں جسم! جو بارش میں گیلا ہو کر سفید ساٹن کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ اندھیرے اس کا سفید رنگ نظر آتا ہے۔ مگر جب بجلی چمکتی ہے، تو بیل

www.pklibrary.net



بجلی کا ایک جزو بن جاتا ہے . . . . بیل تمام زور لگا کر ہانکتا ہے ۔ جیسے شوجی مہاراج کو دیکھ کر پیار سے ان کا نندی گن ہانک رہا ہو۔ بیل صبح سے بھوکا ہے۔ مگر اپنے بوڑھے، مکروہ شکل مالک کو پیار کئے جاتا ہے اگرچہ عقل حیوانی سے جانتا ہے کہ بوڑھا کل اسے تال محل کی منڈی میں بیچ ڈالے گا۔ ہائے! یہ محبت اور جنون کے انداز بھی کبھی چھٹتے ہیں؟"

کیوں بیچتے ہو اتنے خوبصورت بیل کو؟"

"بابوجی . . . . فصلیں تباہ ہوگئی ہیں . . . . اور مالیہ دینا ہے . . . . . اُف! یہ بے وقت کی بارشیں ۔ کیا میں اندر آجاؤں اس چھت کے نیچے؟"

"اوہوں ـــــ تمہارا یہ بیل گوبر سے برآمدے کو خراب کر دے گا۔"

"میں صاف کر دوں گا بابوجی! ـــــ شیشے کی طرح . . . بیل صبح سے بھوکا ہے۔ اتنی سردی کہاں برداشت کرے گا۔ اور پھر دوسری بات نہیں۔ فقط یہ پروانہ راہ داری دھل گیا، تو یہ بیل چوری کا مال سمجھا جائیگا تال محل کا تھانے دار جہاں خاں بڑا کڑوا آدمی ہے۔ مار مار کر ادھ موا کر دیگا بیل جاتا رہے گا۔ تال محل میں اس بیل کی قیمت پر ہی تمام امیدیں لگا رکھی ہیں . . . ہائے! یہ بے وقت کی بارشیں . . . .

"جاؤ" پراشر نے کہا . . . . . "ہم تمہیں یہاں جگہ نہیں دے

www.pklibrary.net



سکے"۔۔۔ بجھاؤ۔۔۔"

دہقان سہم کر چلا گیا۔ کبھی کبھی پیچھے مڑ کر دیکھ لیتا۔ گویا رات کو ہمارے ہاں ہی سیندھ لگائے گا۔ اگر وہ سیندھ لگائے بھی تو حق بجانب ہے" میں نے سوچتے ہوئے کہا۔

بیل ابوبکر روڈ کے چوک پر گر پڑا ہے، وہ دہقان کے اُٹھائے۔۔۔ کسی کے اٹھائے نہ اُٹھیگا۔ وہ نندی گن کیطرح دہقان کو دیکھکر کبھی نہیں ہانک لگائیگا!

پھر میں نے پراشر سے کہا۔ "چائے پیتا رہے بھائی ـــــ کتنی پیالیاں پیوگے تم؟

"چھ"۔

"پارۂ شر۔۔۔ اور ورجن بیڑیاں؟ کہدو ہاں"۔

"زیادہ۔۔۔"

"چھی"۔

ـــــ بارش اور بھی تیز ہو رہی ہے اور۔۔۔ اور راٹا کی گالیوں کی بارش بھی! راٹا کی کھپریل گر چکی ہے۔ دیواروں میں شگاف ہو گئے ہیں۔ قریب ہی ایک سیٹھ کے سہ منزلہ مکان کا پرنالہ راٹا کی جھونپڑی پر گرنے لگا ہے۔ جھونپڑی کے اردگرد ابوبکر روڈ پر چلتے ہوئے پانی کو دیکھ کر طوفانِ نوح کا خیال آتا ہے۔ کیا ہم راٹا کی مدد کر سکتے ہیں؟ باوجود کل جگ کے۔۔۔

www.pklibrary.net



ہمارے برآمدے کے سوا اور کوئی نزدیک پناہ بھی تو نہیں ہے۔ پراشر خوش ہے۔ اسکے پاس چلئے ہے۔ بیڑیاں ہیں . . . . اور بے پناہ راٹا اِدھر آ ہی جائے گی . . . ."

راٹا چاروں طرف دیکھ رہی ہے۔ پراشر کہتا ہے۔

"ابھی وہ کہے گی۔ مجھے اپنے دامن میں چھپا لو بابو جی۔"

"کبھی نہیں۔" میں نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو اس کے سوا اسے چارہ ہی کیا ہے؟"

"یہ بارش کا دامن کیا اسکے لئے کم ہے؟ . . . راٹا کی سی عورت کو میں جانتا ہوں . . . جب کسی ایسے انسان پر عزت کے دامن تنگ ہو جاتے ہیں . . . تو خود بخود ایک بہت بڑا دامن اسکے لئے کھل جاتا ہے . . . ."

—— اور راٹا کی تو مٹھیاں بند ہیں کبھی کبھی وہ دانت پیستے ہوئے چیختی ہے ——

"جوان مرے . . . . کلموئے . . . . . .

. . . . . میں نے تو رولیا تجھے بے چین"!